فقہ واجتہاد
تیسرا حصہ
ڈاکٹر صالح بن حسین العاید
مترجم: محمد اسلم صدیق

بلادِ اسلامیہ میں غیر مسلموں کے عام حقوق

⑤ خون، مال اور عزت کے تحفظ کا حق

انسان کے وہ بنیادی حقوق جو تمدنی زندگی میں انتہائی ضروری ہیں اور معاشرہ کا کوئی فرد بھی اس سے مستغنی نہیں ہوسکتا، وہ یہ ہیں: انسانی جان کا تحفظ، خون کا تحفظ، مال کا تحفظ، عزت کا تحفظ اور عقل کا تحفظ۔ اسلام نے انتہائی مؤثر تعلیمات کے ذریعے اور عملاً جس طرح انسان کے ان تمدنی حقوق کا تحفظ کیا ہے، دنیا کا کوئی مذہب اس کی ہم سری کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ پھر اس سلسلہ میں اس نے مسلم، غیر مسلم، ملکی اور غیر ملکی کا کوئی فرق روا نہیں رکھا بلکہ ان حقوق میں دنیا کا ہر فرد اس کی نظر میں برابر ہے۔ اس کی نظر میں یہ سب حقوق اور حرمات معصوم ہیں، کسی شرعی سبب کے بغیر ان کو توڑنا اور پامال کرنا حرام ہے۔ کسی کا خون بہانا اس وقت تک جائز نہیں ہے جب تک کہ حق دار اس کا مطالبہ نہ کرے۔ ہاں اگر وہ دوسروں کی جان، عزت، مال پر کوئی ناحق حملہ کرے تو گویا وہ خود اپنے حقوق کو کھو رہا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

﴿قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ مِنْ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَإِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ﴾ (الانعام:۱۵۱)

''اے نبیؐ! ان سے کہو کہ آؤ میں تم کو بتاؤں کہ اللہ نے تم پر کیا پابندیاں عائد کی ہیں۔ تم پر واجب ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، والدین سے نیک سلوک کرو، اپنی اولاد کو تنگدستی کے خوف سے قتل نہ کرو۔ ہم جہاں تم کو روزی دیتے ہیں وہاں ان کو بھی دیں گے، فواحش کے قریب مت پھٹکو، وہ ظاہر ہوں یا پوشیدہ۔ کسی ایسی جان کو ہلاک نہ کرو، جسے اللہ

www.KitaboSunnat.com

نے محترم قرار دیا ہے، سوائے اس صورت کے کہ ایسا کرنا حق کا تقاضا ہو۔ اللہ نے تمہیں ان باتوں کی تاکید کی ہے، شاید کہ تم کو عقل آجائے۔''

اور فرمایا:

﴿ مِنۡ أَجۡلِ ذَٰلِكَ كَتَبۡنَا عَلَىٰ بَنِيٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ أَنَّهُۥ مَن قَتَلَ نَفۡسَۢا بِغَيۡرِ نَفۡسٍ أَوۡ فَسَادٖ فِي ٱلۡأَرۡضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ ٱلنَّاسَ جَمِيعٗا وَمَنۡ أَحۡيَاهَا فَكَأَنَّمَآ أَحۡيَا ٱلنَّاسَ جَمِيعٗا﴾ (المائدۃ:۳۲)

''اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل کو یہ لکھ کر دیا کہ جو کوئی کسی کی جان لے، بغیر اس کے کہ اس نے کسی کی جان لی ہو یا زمین میں فساد کیا ہو، تو گویا اس نے تمام انسانوں کا خون کیا اور جس نے کسی کی جان بچائی تو گویا اس نے تمام انسانوں کو بچایا، ہمارے رسول ان کے پاس کھلی ہدایات لے کر آئے، مگر اس کے بعد بھی ان میں سے بہت ایسے ہیں جو زمین میں حد سے تجاوز کر جاتے ہیں۔''

اور رسول اللہ ﷺ نے عرفہ کے روز اپنے خطبہ میں فرمایا:

«إن دماء كم وأموالكم و أعراضكم عليكم حرام كحُرمة يومكم هذا، في بلدكم هذا، في شهركم هذا»①

''تمہارے خون، تمہارے اَموال، تمہاری عزتیں تم پر حرام ہیں جس طرح تمہارا یہ دن، تمہارے شہر میں اور تمہارے اس مہینہ میں محترم ہے۔''

الفاظ کا یہ عموم واضح کرتا ہے کہ اس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں شامل ہیں، اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے:

«من قتل نفسًا معاهدًا لم يرح رائحة الجنة وإن ريحها ليوجد من مسيرة أربعين عامًا»②

''جس نے کسی ذمی معاہد کو ہلاک کیا، اسے جنت کی خوشبو بھی نصیب نہ ہوگی حالانکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت تک محسوس کی جائے گی۔''

ان دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غیر مسلم کو کسی صورت میں بھی ناحق کوئی تکلیف پہنچانا

① صحيح البخاري:۱۷۳۹ ② ایضاً: ۴۸/۸

www.KitaboSunnat.com

جائز نہیں ہے، نہ اس کی عزت و مال پر دست درازی جائز ہے اور نہ ناحق اس کی جان لی جاسکتی ہے۔ایک روایت میں آتا ہے کہ

''ایک مسلمان نے کسی ذمی شخص کو قتل کردیا، اس کا مقدمہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے ذمہ کو وفا کرنے کا سب سے زیادہ ذمہ دار میں ہوں، چنانچہ آپ ﷺ نے بدلے میں مسلمان کو قتل کرنے کا حکم دے دیا۔''③

حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں قبیلہ بکر بن وائل کے ایک شخص نے حیرہ کے ایک ذمی کو قتل کردیا، اس پر آپؓ نے حکم دیا کہ قاتل کو مقتول کے ورثا کے حوالے کردیا جائے، تاکہ وہ اسے قتل کردیں، چنانچہ وہ مقتول کے ورثا کو دے دیا گیا اور اُنہوں نے اسے قتل کردیا۔④

حضرت علیؓ کے دورِ خلافت میں ان کے پاس ایک مسلمان کو لایا گیا جس پر ایک ذمی کے قتل کا الزام تھا، ثبوت مکمل ہونے کے بعد آپؓ نے قصاص میں اسے قتل کرنے کا حکم دے دیا۔مقتول کے بھائی نے آکر عرض کیا کہ میں نے خون معاف کیا۔مگر آپ مطمئن نہ ہوئے اور فرمایا: شاید اُنہوں نے تمہیں ڈرایا دھمکایا ہے؟ اس نے کہا: نہیں، ایسی بات نہیں ہے، مجھے خون بہا مل چکا ہے اور میں سمجھتا ہوں، اس کے قتل سے میرا بھائی واپس نہیں آجائے گا۔تب آپؓ نے قاتل کو رہا کردیا اور فرمایا:

«أنت أعلم، من كانت له ذمّتنا فذمته كذمّتنا وديته كديتنا»

'' تم جانتے ہو کہ جو کوئی ہمارا ذمی ہوا، اس کا خون ہمارے خون کی طرح اور اس کی دیت ہماری دیت کی طرح ہے۔''

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا:

"إنما بذلوا الجزية لتكون دمائهم كدمائنا وأموالهم كأموالنا"⑤

''اُنہوں نے جزیہ اس لئے خرچ کیا ہے کہ ان کے مال ہمارے مال کی طرح اور ان کے خون ہمارے خون کی طرح ہوجائیں۔''

③ سنن الدار قطني:۱۳۵/۳، رقم:۱۶۷ ④ اسلامی حکومت میں اہل ذمہ کے حقوق، از مودودیؒ:۱۸

⑤ السنن الکبریٰ:۳۴/۸، سنن الدار قطني:۳۵۰/۲

نیز دیکھئے: غير المسلمين في المجتمع الإسلامي:۱۳

www.KitaboSunnat.com

قاضی ابوبکر بن عمر بن حزم انصاری نے اس بنا پر ایک مسلمان آدمی کو قتل کرنے کا فیصلہ دیا کہ اس نے ایک ذمی کو دھوکہ سے قتل کر دیا تھا۔ (٦)

اسلام میں جنگ کا تصور

غیر مسلموں کے حقوق کے سلسلہ میں سب سے زیادہ اسلام کے تصورِ قتال کو مطعون کیا جاتا ہے، لیکن حقیقت یہ ہے اگر اسلام میں جنگ کے مقاصد کو پیش نظر رکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ اس میں غیر مسلموں کی حق تلفی کا شائبہ بھی موجود نہیں ہے۔

اسلام نے جنگ کے لئے جہاد کا جامع اور مقدس لفظ استعمال کیا ہے، کیونکہ اسلام میں جنگ نہایت اعلیٰ مقاصد کے لئے لڑی جاتی ہے۔ ذیل میں ہم وہ مقاصد بیان کریں گے جن کی رو سے جنگ نہ صرف جائز بلکہ اخلاقی فرض قرار پاتی ہے:

❶ ظلم وتعدی کا جواب: جنگ کا ایک مقصد یہ ہے کہ ظلم وطغیان کو مٹا کر عدل وانصاف قائم کیا جائے اور مظلوموں کو ظالموں کے ظلم سے نجات دلائی جائے کہ ان کی جڑ کٹ جائے اور بندگانِ خدا کو امن واطمینان سے زندگی بسر کرنے کا موقع مل سکے۔ چنانچہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَقَاتِلُوْا فِي سَبِيْلِ اللهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا إِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ (البقرۃ:١٩٠)

''جو لوگ تم سے لڑائی کر رہے ہیں، اللہ کی راہ میں تم بھی ان سے لڑو، البتہ کسی طرح کی زیادتی نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو زیادتی کرنے والے ہیں۔'' نیز فرمایا:

﴿اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ وَاتَّقُوْا اللهَ وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ﴾ (البقرۃ:١٩٤)

''ماہِ حرام کا بدلہ ماہ حرام ہی ہے اور تمام حرمتوں کا لحاظ برابری کے ساتھ ہوگا، لہٰذا جو تم پر دست درازی کرے، تم بھی اس پر دست درازی کرو، البتہ اللہ سے ڈرتے رہو اور جان لو کہ اللہ انہی لوگوں کے ساتھ ہے جو اس سے ڈرتے ہیں۔''

❷ دغا بازی اور عہد شکنی کی سزا: اسلام میں جنگ کا دوسرا مقصد ان لوگوں کو کیفر کردار تک

---

(٦) أخبار القضاۃ: ١/١٣٩

www.KitaboSunnat.com

پہنچانا ہے جو مسلمانوں کے ساتھ صلح کا معاہدہ کرنے کے بعد تمام تر عہدو پیمان کو پس پشت ڈال کر بغاوت کی روش اختیار کرتے ہیں۔ چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَإِنْ نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوا فِي دِينِكُمْ فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُونَ﴾ (التوبہ:۱۲)

''اور اگر عہد کرنے کے بعد یہ پھر اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں اور تمہارے دین پر حملے شروع کردیں تو کفر کے علمبرداروں سے جنگ کرو، کیونکہ ان کی قسموں کا کوئی اعتبار نہیں۔ شاید وہ اس طرح باز آجائیں۔''

۳ **لوگوں کو راہِ حق سے روکنے والوں کے خلاف**: اسلام میں جنگ کا ایک مقصد ان راہزنوں کی سرکوبی کرنا ہے جو بندگانِ خدا کو راہِ حق (اسلام) پر چلنے سے زبردستی ہٹاتے ہیں، یا اُن کے راستے میں کانٹے بچھاتے ہیں یا دوسروں کو اس راہِ خدا کی طرف آنے سے زبردستی روکتے ہیں یا حق کی دعوت کو لوگوں تک پہنچانے میں رکاوٹ بن کر کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے خلاف جنگ کا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلَّهِ فَإِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظَّالِمِينَ﴾ (البقرۃ:۱۹۳)

''اس وقت تک ان سے لڑتے رہو جب تک فتنہ ختم نہ ہوجائے اور دین اللہ کے لئے ہوجائے پھر اگر وہ باز آجائیں تو سمجھ لو کہ ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی روا نہیں۔''

۴ **ظلم کا خاتمہ اور مظلوموں کی حمایت**: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا﴾ (النساء:۷۵)

''اور تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ اللہ کی راہ میں ان کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے جنگ نہیں کرتے جو کہہ رہے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی سے نکال، جہاں کے لوگ نہایت ظالم ہیں اور ہمارے لئے اپنی طرف سے کسی کو حامی اور اپنی طرف سے کسی کو مددگار بنا۔''

ایک ہندوستانی مفکر بی جی روڈرک اسلام کے اس مقصدِ جہاد کو بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''اسلام نے اپنے پیغمبر کو صرف ظلم وستم کے خاتمہ اور ان رکاوٹوں کو ہٹانے کے لئے جہاد کا حکم دیا ہے جو دعوتِ اسلام کے سامنے چٹان بن کر کھڑی ہوگئی ہیں لیکن وہ بزورِ شمشیر کسی کو اپنی حقانیت کا اقرار کرنے پر مجبور نہیں کرتا۔ وہ صرف لوگوں کو اپنے سایۂ عاطفت میں آنے کی دعوت دیتا تھا اور اس کے بعد اسے اختیار کرنے پر مکمل آزادی دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی شخص حلقہ بگوش اسلام ہوجاتا ہے تو پھر وہ اس کو مضبوطی سے تھام لیتا ہے اور اس کے دفاع میں اپنی جان بھی قربان کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔ اسلام امن وسلامتی کا دین ہے، سلامتی اللہ کے ساتھ اور سلامتی تمام کائنات کے ساتھ۔''⑦

جس طرح اسلام نے غیر مسلموں کی جان اور خون کا تحفظ کیا ہے، اسی طرح ان کی جائیداد و اَموال کے تحفظ کو بھی یقینی بنایا ہے، لہٰذا وہ ان کا مال چوری کرنے والے کا ہاتھ کاٹنے، ان کا مال چھیننے والے پر تعزیر عائد کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اور ان سے قرض لینے والے کے لئے اسے واپس کرنا ضروری قرار دیتا ہے اور واپس کرنے میں لیت ولعل کرنے والے کو سزا دیتا ہے ۔ داعی اسلامؐ کے متعدد ارشادات موجود ہیں جن میں غیر مسلموں کے اَموال پر دست درازی کو حرام ٹھہرایا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت خالد بن ولیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«ألا لا تحل أموال المعاهدين إلا بحقها» ⑧

''خبردار! غیر مسلم معاہدین کے مال پر ناحق دست درازی حلال نہیں ہے۔''

صعصعہ بن معاویہ نے حضرت ابن عباسؓ سے سوال کیا کہ ہم ذمیوں کے پاس سے گزرتے ہیں تو وہ ہمارے لئے مرغی یا بکری وغیرہ ذبح کرکے ہماری مہمانی کرتے ہیں۔ ابن عباسؓ نے پوچھا: اس بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ میں نے کہا: ہم تو اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ تو عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا:

"هذا كما قال أهل كتاب ﴿لَيۡسَ عَلَيۡنَا فِي ٱلۡأُمِّيِّـۧنَ سَبِيلٞ﴾ (آلِ عمران:۷۵) إنهم إذا أدّوا الجزية لم تحل لكم أموالهم إلا بطيب أنفسهم ⑨

⑦قالوا عن الإسلام:۲۸۸ ⑧مسند الإمام أحمد:۸۹/۴

⑨مصنف عبدالرزاق ۹۱/۶،أحكام القرآن از ابن العربی ۲۷۷/۱

www.KitaboSunnat.com

''تم نے بھی وہی بات کی ہے جو اہل کتاب دوسروں لوگوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ ''اُمیوں کے معاملہ میں ہم پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہے۔'' جب وہ جزیہ ادا کردیں تو پھر ان کی رضا مندی کے بغیر ان کا مال تمہارے لئے حلال نہیں ہے۔''

تاریخ کا مشہور واقعہ ہے کہ احمد بن طولون کا ایک کمانڈر مصر کے کسی شہر کا گورنر تھا۔ ایک عیسائی راہب احمد بن طولون کے دربار میں اس کے ظلم کی شکایت لے کر آیا۔ دربار کا دربان جو اس کمانڈر کا تعلق دار تھا، اس نے اس سے پوچھا: تجھے کیا شکایت ہے؟ راہب نے جواب دیا: اس نے مجھ پر ظلم کیا ہے اور میرے تین سو دینار غصب کئے ہیں۔ دربان نے کہا: تو شکایت نہ کر، تین سو دینار میں تجھ کو ادا کردیتا ہوں۔ وہ راہب کو اپنے گھر لے گیا اور تین سو دینار اس کے حوالے کردیئے۔ راہب نے اسی کو غنیمت سمجھا اور لے کر چلا گیا۔

احمد بن طولون کو واقعہ کی اطلاع مل گئی، اس نے کمانڈر، دربان اور راہب، تینوں کو دربار میں طلب کیا۔ کمانڈر سے پوچھا: کیا تیری ضروریات پوری نہیں کی جاتیں؟ کیا تجھے خوش حالی اور رزق میں کشادگی میسر نہیں ہے؟ اور کوئی ایسا محرک بھی نہیں ہے جو تجھے دستِ ظلم دراز کرنے پر برانگیختہ کرے۔ پھر کس چیز نے تجھے ایسا کرنے پر اُکسایا؟ اس کے بعد احمد بن طولون نے کمانڈر اور دربان دونوں کو ان کے عہدوں سے معزول کردیا۔ اس کے بعد عیسائی راہب کو بلایا اور اس سے پوچھا: اس نے تجھ سے کتنے دینار لئے تھے؟ اس نے بتایا: تین سو دینار۔ ابن طولون نے کہا: تیرا برا ہو، تین ہزار دینار کیوں نہیں کہتا، جتنے کہو گے اتنے لے کر دوں گا۔ اس کے بعد کمانڈر کے مال سے اُتنے دینار لے کر راہب کو دے دیئے۔ [۱۰]

اس کے علاوہ اسلام نے غیر مسلموں کی عزتوں کے تحفظ میں بھی کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی، ان سے تکالیف کو دور کرنا واجب قرار دیا، ان کی غیبت کو حرام ٹھہرایا، کیونکہ جزیہ و اطاعت کے عوض مسلمان ان کے حقوق کی حفاظت کا معاہدہ کرچکے ہیں۔ اُنہیں وہی حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہیں، جیسا کہ ابن عابدینؒ نے اس کی وضاحت کی ہے۔[۱۱] بلکہ اُنہوں نے مزید لکھا ہے:

---

⑩ التذکرۃ الحمدونیۃ ۳/۲۰۰۔۲۰۱ ⑪ ردّ المحتار علی الدر المختار ۳/۲۴۴

www.KitaboSunnat.com

"إنه بعقد الذمة وجب له ۔ أي للذمي ۔ ما لنا . فإذا حرمت غيبة المسلم حرمت غيبته، بل قالوا: إن ظلم الذمي أشد" ⑫

''ان کے لئے وہی کچھ واجب ہے جو ہمارے لئے ہے۔ پس جب کسی مسلمان کی غیبت کرنا حرام ہے تو ذمی کی غیبت بھی حرام ہے، بلکہ ذمی پر ظلم کرنا زیادہ سخت جرم ہے۔''

عبداللہ بن وہبؒ جو امام مالکؒ کے شاگرد ہیں، ان سے نصرانی کی غیبت کرنے کے بارے میں سوال ہوا تو اُنہوں نے فرمایا:

"أوليس من الناس قالوا: بلى . قَال فإن الله عزوجل يقول:﴿وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا﴾" (البقرۃ:۸۳)

''کیا وہ انسان نہیں ہے؟ لوگوں نے کہا: کیوں نہیں، فرمایا: تو پھر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لوگوں سے اچھی بات کہو۔''⑬

اور یہ حقوق صرف ہم وطن غیر مسلموں کو ہی حاصل نہیں ہیں بلکہ ان غیر مسلموں کو بھی یہ حقوق برابر حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کی پناہ اختیار کر چکے ہیں۔ انہیں اَمن وسکون مہیا کرنا ان کی حفاظت وحمایت کرنا اور انہیں اپنی رعایا جیسا حق دینا مسلمانوں پر فرض ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ﴾ (التوبہ:٦)

''اور اگر مشرکین میں سے کوئی شخص پناہ مانگ کر تمہارے پاس آنا چاہے تو اسے پناہ دے دو، یہاں تک کہ وہ اللہ کا کلام سن لے، پھر تم اسے اس کی جائے امن تک پہنچا دو۔ یہ اس لئے کرنا چاہئے کہ یہ لوگ علم نہیں رکھتے۔''

اور پھر غیر مسلموں کو پناہ دینے کا یہ حق کسی مخصوص طبقہ کے لئے نہیں ہے، بلکہ ہر مسلمان کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی غیر مسلم کو پناہ دے۔

چنانچہ حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

«ذمة المسلمين واحدة، يسعى بها أدناهم، فمن أخفر مسلما فعليه

---

⑫ ایضاً:۲۵۰/۳

⑬ بهجة المجالس وأنس المجالس:۷۵۴/۲/۱

www.KitaboSunnat.com

لعنة الله والملائكة والناس أجمعين . لا يقبل الله منه يوم القيمة صرفًا ولا عدلاً »⑭

''غیر مسلم کو امان دینے میں سب مسلمان برابر ہیں۔ ان کا ادنیٰ ترین شخص بھی اس کے لئے کوشش کرسکتا ہے۔ اور جس نے کسی مسلمان کے ذمہ کو توڑا، اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو، روزِ قیامت اللہ تعالیٰ اس کی کوئی فرضی و نفلی عبادت کو قبول نہ کرے گا۔''

نیز فرمایا: «ويجير على المسلمين أدناهم»⑮

''ایک ادنیٰ مسلمان بھی غیر مسلم کو پناہ دے سکتا ہے۔''

چنانچہ جب صحابیہ رسول امّ ہانیؓ بنتِ ابی طالب نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: اے اللہ کے رسولؐ! میں ھبیرہ کے فلاں بیٹے کو پناہ دے چکی ہوں اور میرا بھائی علیؓ کہتا ہے کہ میں اس آدمی کو قتل کروں گا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«قد أجرنا من أجرتِ يا أمّ هاني»

''اے اُمّ ہانی جس کو تم نے پناہ دی، ہم بھی اس کو پناہ دیتے ہیں۔''⑯

الغرض دینِ اسلام کے مخالفین جو امن و امان کے طلبگار ہوں، اُنہیں امن و پناہ مہیا کرنا، پھر اس پناہ کو توڑنے پر سخت وعید سنانا اور اس پناہ کے تحفظ کی ضرورت پر سخت زور دینا، امن امان دینے کا معاہدہ کرنے کے بعد ان پر کسی طرح کی زیادتی روا رکھنے کو سختی سے روکنا، اسلام کے وہ مناقب ہیں جن کا اس دینِ حنیف کے علاوہ کسی اور مذہب میں وجود محال ہے۔

⑥ ظلم سے بچاؤ اور تحفظ کا حق⑰

اسلامی حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ غیر مسلموں کو ان کے علاقہ میں ان تمام بیرونی دشمنوں سے تحفظ فراہم کرے جو اُنہیں نقصان پہچانا چاہتے ہیں اور یہ وہ تمدنی حق ہے جس میں کوتاہی کو اسلام نے برداشت نہیں کیا، کیونکہ غیر مسلموں کو وہ تمام حقوق حاصل ہیں جو مسلمانوں کو حاصل ہیں، بلکہ تمام مصائب سے ان کا دفاع کرنا، ان کے تحفظ کی خاطر قتال کرنا اور دشمنوں سے ان

---

⑭ صحيح البخاري:٧٣٠٠ ⑮سنن ابن ماجه:٨٩٥/٢

⑯ صحيح البخاري: ٣١٧١

⑰ غير المسلمين في المجتمع الإسلامي:٩تا١١

www.KitaboSunnat.com

کے قیدیوں کو چھڑانا مسلمانوں پر لازم ہیں، کیونکہ وہ اس کے عوض جزیہ ادا کرتے ہیں۔

امام ابن حزمؒ نے مراتب الاجماع میں اس امر کی صراحت کی ہے کہ

”أن من كان في الذمة وجاء أهل الحرب إلى بلادنا يقصدونه وجب علينا أن نخرج لقتالهم بالكراع والسلح ونموت دون ذلك صونًا لمن هو في ذمة الله وذمة رسوله فإن تسليمه دون ذلك إهمال لعقد الذمة“[18]

”اگر کوئی شخص مسلمانوں کا ذمی ہے اور دشمن جنگجو ہمارے علاقہ میں آ کر اس کو پکڑنا چاہتے ہیں تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اسلحہ سے لیس ہو کر ان کے خلاف لڑنے کے لئے نکلیں اور اس شخص کی حفاظت کی خاطر اپنی جان دے دیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے ذمہ میں ہے۔ اس کو دشمنوں کے حوالے کرنا اس عقدِ ذمہ کو توڑنے اور پس پشت ڈالنے کے مترادف ہوگا۔“

تاریخ کے صفحات میں متعدد واقعات اس حقیقت پر شاہد ہیں کہ مسلمانوں نے کس قدر جگر سوزی کے ساتھ غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ کیا۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی کیا جا سکتا ہے جو امام ابو یوسفؒ نے کتاب الخراج میں نقل کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ

”لشکرِ اسلام کے سپہ سالار جلیل القدر صحابی حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح نے شام کو فتح کر لیا اور اہل شام نے جزیہ دینے پر صلح کر لی۔ جب اہل ذمہ نے مسلمانوں کی وفاشعاری اور حسن سیرت کو دیکھا تو وہ مسلمانوں کے دشمنوں کے خلاف ان کے مددگار اور اعدائے مسلمین کے سخت مخالف بن گئے۔ اُنہوں نے اپنے بندے مقرر کئے جو رومیوں کی جاسوسی کرتے تھے اور ان کی خبریں مسلمانوں تک پہنچاتے تھے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف کیا تیاری کر رہے ہیں؟ اُنہوں نے خبر دی کہ رومیوں نے مسلمانوں کے خلاف ایک بہت بڑا لشکر جمع کر لیا ہے۔ ہر شہر کے رؤسا وہاں ابوعبیدہ بن الجراحؓ کے مقرر کردہ امیر کے پاس آئے اور ساری صورتِ حال ان کے گوش گزار کر دی۔ اُمرا نے ابوعبیدہ بن الجراحؓ کو صورت حال سے آگاہ کیا اور ہر طرف سے ابوعبیدہؓ کے پاس یہ خبریں پہنچنے لگیں کہ رومیوں نے مسلمانوں کے خلاف ایک لشکر جرار جمع کر لیا ہے۔ حالات سنگین صورت اختیار کر رہے تھے۔ ابوعبیدہؓ نے رومیوں کے مقابلہ میں اپنی فوجوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ لہٰذا اُنہوں نے شام کے تمام مفتوحہ علاقوں کے

---

(18) الفروق از قرافی: ۱۴/۳، نیز دیکھئے: موقف الإسلام من غير المسلمين في المجتمع الإسلامي، از ڈاکٹر علی الصوا، کتاب: معاملة غير المسلمين في الإسلام کے ضمن میں۔

www.KitaboSunnat.com

والیوں کو لکھا کہ اہل ذمہ سے تم نے جو جزیہ اور خراج وصول کیا ہے، اُنہیں واپس کردو اور ان سے کہو: رومیوں کا لشکرِ جرار ہمارے خلاف جمع ہو چکا ہے۔ ان حالات میں ہم تمہاری حفاظت نہیں کرسکتے، لہٰذا وہ مال تمہیں واپس کرتے ہیں جو تمہاری حفاظت کے معاوضہ میں تم سے وصول کیا تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح سے سرفراز کیا تو ہم اسی معاہدۂ صلح پر باقی رہیں گے جو ہمارے اور تمہارے درمیان ہو چکا ہے۔ یہ کہہ کر جب مسلمانوں نے ان کا تمام مال اُنہیں واپس کردیا تو انہوں نے مسلمانوں کا یہ عدل اور حسن سلوک دیکھ کر کہا: اللہ تمہیں فتح یاب کرے اور ہمارے پاس واپس لائے، اگر یہاں رومی ہوتے تو وہ ہمیں کچھ بھی واپس نہ کرتے، بلکہ جو کچھ ہمارے پاس ہے، وہ بھی چھین لیتے اور ایک پائی بھی ہمارے پاس نہ چھوڑتے۔ پھر رومیوں اور مسلمانوں کی فوجیں آمنے سامنے ہوئیں، گھمسان کا رن پڑا، دونوں فوجوں کے ہزاروں آدمی مارے گئے اور آخر اللہ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ جن شہروں کے باشندوں نے ابوعبیدہؓ سے صلح نہیں کی تھی، اُنہوں نے اپنے رومی ہم مذہبوں کا یہ حال دیکھ کر ابوعبیدہ سے صلح کی درخواست کی۔ آپؓ نے سابقہ دستور کے مطابق اُنہیں صلح کا پروانہ دے دیا، البتہ ان لوگوں نے اضافی یہ شرط عائد کی کہ وہ رومی باشندے جو مسلمانوں کے خلاف لڑنے آئے تھے اور اب ان کی قید میں ہیں، اُنہیں امن دے کر ان کے مال ومتاع، اہل وعیال کے ساتھ واپس روم لوٹنے کی اجازت دے دی جائے اور اس سلسلہ میں کوئی رکاوٹ نہ ڈالی جائے۔ ابوعبیدہؓ نے ان کی یہ شرط مان لی۔ اس کے بعد اُنہوں نے جزیہ ادا کردیا اور مسلمانوں کے لئے اپنے شہروں کے دروازے کھول دیے۔

ابوعبیدہؓ وہاں سے واپس پلٹے، راستہ میں جس شہر سے گزرتے اس کے باشندے اپنے رؤسا کو بھیج کر صلح کے طلب گار ہوتے۔ آپؓ سابقہ دستور کے مطابق صلح کا معاہدہ لکھ دیتے اور جب ان شہروں سے گزرتے جنہوں نے رومیوں کے ساتھ جنگ سے پہلے ہی صلح کرلی تھی اور آپ نے ان کا جزیہ اور خراج واپس کردیا تھا، تو وہ جزیہ اور خراج کی وہ رقم لے کر حاضر ہوجاتے۔ لوگ گرجوں، عبادت گاہوں اور بازاروں سے نکل کر آپ کا استقبال کررہے تھے۔ پس آپؓ نے صلح کی سابقہ شرائط کو برقرار رکھا اور ان میں کوئی کمی بیشی نہیں کی۔'' ⑲

غیر مسلموں کی حمایت اور تحفظ کی ایسی بے شمار مثالیں ہیں جن کے نقوش ابھی تک تاریخ

---

⑲ کتاب الخراج: ۱۴۹۔۱۵۱

www.KitaboSunnat.com

کے چہرہ پر ثبت ہیں۔مشہور واقعہ ہے کہ جب تاتاری شام پر غالب آ گئے ۔بہت سے مرد، عورتیں قیدی بنا لئے گئے ۔یہ حال دیکھ کر ابن تیمیہؒ نے تاتاری بادشاہ قازان سے ملاقات کی اور قیدیوں کی رہائی کے سلسلہ میں اس سے گفتگو کی۔اس پر تاتاری کمانڈر نے صرف مسلمان قیدیوں کو چھوڑنے پر رضا مندی ظاہر کی اور ذمی قیدیوں کو رہا کرنے سے انکار کردیا، مگر ابن تیمیہؒ نے فرمایا:

”لا نرضی إلا بافتكاك جميع الآسارٰی من اليهود والنصارٰی، فهم أهل ذمتنا ولا ندع أسيرا، لا من أهل الذمة ولا من أهل الملة، فلما رأیٰ إصراره و تشدّده أطلقهم له“ (۲۰)

”ہم یہودی وعیسائی تمام قیدیوں کو چھوڑے بنا راضی نہیں ہوسکتے، کیونکہ ہم نے ان کی حفاظت کا عہد کررکھا ہے۔لہٰذا ہم اپنے نہ کسی ذمی کو قید میں چھوڑ سکتے ہیں اور نہ اپنے کسی ہم ملت کو۔ تاتاری بادشاہ نے جب آپ کا مسلسل اصرار دیکھا تو اس نے تمام قیدیوں کو رہا کردیا۔“

خلیفہ واثق باللہ نے ۲۳۱ھ میں ان تمام مسلمان اور ذمی قیدیوں کا فدیہ ادا کرکے اُنہیں رہا کروایا تھا جو رومیوں کی قید میں تھے۔(۲۱)

مذکورہ دلائل یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ بیرونی حملہ آور ظالموں سے غیر مسلم ذمیوں کی حفاظت بہرحال ضروری ہے تو اس سے یہ بات بالاولیٰ ثابت ہوجاتی ہے کہ داخلی اور ملکی ظلم و زیادتی سے غیرمسلموں کو بچانا اسلام کی رو سے اور بھی ضروری ہے۔امام ماوردیؒ فرماتے ہیں:

”ويُلتزم لهم ـ يعنى أهل الذمة ـ ببذل الجزية حقان : أحدهما، الكف عنهم والثاني:الحماية لهم، ليكونوا بالكف آمنين وبالحماية محروسين“

”اہل ذمہ جو جزیہ ادا کرتے ہیں، اس کے عوض ان کے لئے دوحق لازم ٹھہرتے ہیں: ایک، ان پرظلم کرنے سے باز رہنا اور دوسرا، ان کی طرف بڑھنے والا ظلم کا ہاتھ روکنا، ان کی حمایت

---

(۲۰) الرسالة القبرصية :۴۰،سماحة الإسلام،ازحوفی:۳۹ اور غير المسلمين فی المجتمع الإسلامي:۱۰

(۲۱) البداية والنهاية : ۱۴/۳۲۰۔۳۲۱

www.KitaboSunnat.com

اور دفاع کرنا تاکہ وہ مامون ومحفوظ ہوجائیں۔''[۴۲]

مسلمانوں کا اُنہیں اپنی حمایت سے محروم کردینا ان پر سخت ظلم ہے اور دین اسلام ظلم کی تمام انواع کے خلاف جنگ کرنے کا داعی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ يَّظْلِمْ مِنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا﴾ (الفرقان:١٩)

''جوتم میں سے ظلم کرے گا، ہم اُنہیں بہت بڑے عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔''

حدیثِ قدسی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں:

يا عبادي إني حرَّمتُ الظلم على نفسي وجعلته بينكم محرماً فلا تظالموا[۴۳]

''اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر حرام کردیا ہے کہ کسی پر ظلم کروں، اور میں تمہارے درمیان بھی اس کو حرام ٹھہراتا ہوں، لہٰذا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنا۔''

اور خلیفۃ المسلمین کا یہ فرض ہے کہ وہ ذمیوں سے کئے گئے معاہدوں کو پورا کرنے میں حریص ہو۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ذمی کو تکلیف دینا خود اپنے کو اور اللہ تعالیٰ کو تکلیف دینے کے مترادف قرار دیا ہے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

«من آذىٰ ذميا فقد آذاني ومن آذاني فقد آذى الله»[۴۴]

''جس نے کسی ذمی کو تکلیف دی، یقیناً اس نے مجھے تکلیف دی، اور جس نے مجھے تکلیف دی، اس نے یقیناً اللہ تعالیٰ کو تکلیف دی۔''

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

«من آذى ذميًّا فأنا خصمه، ومن كنت خصمه خصمته يوم القيمة»[۴۵]

''جس نے کسی ذمی کو تکلیف دی، میں اس کے خلاف وکیل ہوں۔ جس کے خلاف میں وکیل بن گیا تو پھر روزِ قیامت بھی میں اس کے خلاف وکالت کروں گا۔''

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

«ألا من ظلم معاهدًا أو كلَّفه فوق طاقته أو أخذ شيئًا بغير طيب نفس

---

[۴۲] الأحكام السلطانية:١٤٣، موقف الإسلام من غير المسلمين في المجتمع الإسلامي:٢١١

[۴۳] صحيح مسلم: ٤٦٧٤ [۴۴] الجامع الصغير:٨٣٧٠ [۴۵] ایضاً

www.KitaboSunnat.com

منه فأنا حجيجه يوم القيمة»(٢٦)

''جس نے کسی ذمی پر ظلم کیا یا اس کی طاقت سے بڑھ کر اس پر بار ڈالا یا اس کی رضا مندی کے بغیر اس سے کوئی چیز لی تو میں اس کے خلاف روزِ قیامت جھگڑا کروں گا۔''

ان روایات کے تناظر میں یہ بات بخوبی واضح ہوجاتی ہے کہ اہل الذمہ کو ہر چھوٹے بڑے ظلم سے بچانا اوران کی حمایت کرنا فرض ہے، چنانچہ امام قرافیؒ فرماتے ہیں:

"إن عقد الذمة يوجب حقوقًا علينا لهم، لإنهم في جوارنا وفي خفارتنا وذمة الله تعالىٰ و ذمة رسوله(ﷺ) و دين الإسلام، فمن اعتدى عليهم، ولو بكلمة سوء أو غيبة في عرض أحدهم، أو نوع من أنواع الأذية أو أعان على ذلك فقد ضيّع ذمة الله تعالىٰ وذمة رسولﷺ وذمة الإسلام"

''عقدِ ذمہ ہمارے اوپر ذمیوں کے بہت سے حقوق واجب کردیتا ہے، کیونکہ وہ ہماری پناہ اور حفاظت میں ہیں، نیز اللہ، اس کے رسولؐ اور دین اسلام کی ذمہ داری میں ہیں۔ جس نے ان پر زیادتی کی، خواہ کوئی ناروا بات کی یا اس کی غیبت کرکے اس کی عزت کو داغدار کیا یا اسے کسی بھی نوعیت کی اذیت سے دوچار کیا یا اس کے خلاف کسی کی مدد کی تو یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ، اس کے رسولؐ اور اسلام کی ذمہ داری کو پامال کردیا۔''(٢٧)

غیر مسلموں کے حقوق کے تحفظ کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو کہ ایک عام مسلمان آدمی نے بھی اگر کسی ذمی پر ظلم ہوتے دیکھا تو ازالہ کی ہر ممکن کوشش کی، جیسا کہ عامر بن عبداللہ عنبری کے متعلق آتا ہے کہ ایک دفعہ وہ ایک سواری پر سفر کررہے تھے، دیکھا کہ بادشاہ کے ایک کارندے نے ایک ذمی کو پکڑ رکھا ہے(٢٨) اور اسے دار الإمارۃ کی طرف کھینچ رہا ہے اور ذمی اس سے فریاد کررہا ہے۔ عامر نے جب دیکھا تو اس کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: تمہارا کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا: میں اس کو دارالامارۃ میں جھاڑو دینے کے لئے لے جارہا ہوں۔ عامر ذمی کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: کیا تم رضا کارانہ طور پر اس کے ساتھ جانے کے لئے تیار ہو؟ اس نے کہا: نہیں، اس سے میرا، کھیت کے کام کا حرج ہوگا۔ عامر نے پوچھا: کیا تو نے

---

(٢٦) السنن الكبرىٰ للبيهقي: ٢٠٥/٩ (٢٧) الفروق: ١٤/٣

(٢٨) یعنی وہ ذمی کے ساتھ اُلجھ رہا تھا۔

www.KitaboSunnat.com

جزیہ ادا کردیا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، اس پر عامر نے حکومتی کارندے سے کہا: دیکھو وہ کہہ رہا ہے کہ میں نے جزیہ ادا کردیا ہے اور تمہیں بھی اس سے انکار نہیں ہے اور تم اس کو بلا معاوضہ خدمت اور بیگار پر لے جانا چاہتے ہو جس پر وہ راضی نہیں ہے، لہٰذا تم اسے چھوڑ دو۔ اس نے کہا: میں نہیں چھوڑوں گا، عامر نے کہا: اللہ کی قسم! میں اپنی موجودگی میں اللہ کے ذمہ پر ظلم نہیں ہونے دوں گا۔ میں اپنی زندگی میں اپنے سامنے رسول اللہ ﷺ کا ذمہ ٹوٹنا برداشت نہیں کرسکتا اور اس کے بعد ذمی کو اس کے ہاتھ سے چھڑا دیا۔[۲۹]

سابق مفتی مملکتِ سعودی عرب سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن بازؒ نے نہایت پرزور انداز میں یہ بات کہی ہے کہ

''وہ غیر مسلم جو ہمارے خلاف برسر جنگ نہ ہوں، ہم پابند ہیں کہ ان کو کسی قسم کی ایذا اور ضرر نہ پہنچائیں اور نہ ناحق ان پر زیادتی کریں، بلکہ ان کے ساتھ وہی سلوک ہونا چاہیے جو ایک مسلمان کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ ان کی امانت واپس کریں، ان کے ساتھ دھوکہ، جھوٹ اور خیانت کا ارتکاب نہ کریں اور ان کے ساتھ کوئی نزاع یا جھگڑا ہوجائے تو احسن طریقہ سے جھگڑیں اور انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں، کیونکہ قرآن کی تعلیمات یہی ہیں: ﴿وَلَا تُجَادِلُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ﴾ (العنکبوت:۴۶) ''اور اہل کتاب سے بحث نہ کرو، مگر عمدہ طریقہ سے، سوائے ان لوگوں کے جو ان میں سے ظالم ہوں۔''[۳۰]

غیر مسلموں کے حقوق کی اس اہمیت کے پیش نظر حضرت عمر فاروقؓ مختلف علاقوں سے آنے والے وفود سے اہل ذمہ کا حال دریافت کیا کرتے تھے اور وہ جواب دیتے تھے: ''مانعلم إلا وفاء'' ''ہم تو یہی جانتے ہیں کہ ان کے ساتھ عہد وفا ہوتے ہیں۔''[۳۱]

جب حضرت عمر فاروقؓ کے پاس یہود و نصاریٰ کی بکثرت شکایات آنے لگیں تو آپ کو معلوم ہوا کہ دیارِ بنی تغلب کا گورنر ولید بن عقبہ نے اُنہیں ڈرایا دھمکایا ہے۔ آپؓ نے اس خطرہ کے پیش نظر کہ کہیں وہ اُنہیں کسی شر میں مبتلا نہ کردے، ولید بن عقبہ کو معزول کرکے اس

---

[۲۹] تاریخ دمشق: ۲۶/۱۴
[۳۰] مجموع فتاویٰ ابن باز: ۶/۳۹۳
[۳۱] التاريخ الطبري: ۴/۲۱۸

www.KitaboSunnat.com

کی جگہ کسی اور کو گورنر مقرر کر دیا۔ (۴۲)

حضرت عمر فاروقؓ نے اپنی وفات کے وقت اہل ذمہ کے ساتھ بھلائی کی وصیت کی۔ ابو یوسفؒ نے حصین بن عمرو بن میمون کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ عمر فاروقؓ نے فرمایا تھا:

> ''میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو اہل ذمہ کے ساتھ بھلائی کی تلقین کرتا ہوں، ان کے ساتھ کئے گئے عہد و پیمان کو پورا کیا جائے۔ ان کی حفاظت کے لئے لڑا جائے اور انہیں ان کی طاقت سے زیادہ گراں بار نہ کیا جائے۔'' (۴۳)

آپؓ کی یہ وصیت اس لئے تھی کہ اسلام میں اہل ذمہ کے حقوق کی عظمت کو واضح کیا جائے، اور مسلم عوام اور قائدین کے ذہنوں میں یہ شعور پیدا کیا جائے کہ غیر مسلموں کے ان حقوق میں کوئی کمی کرنا یا ان کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے کسی ضروری حکم کی خلاف ورزی کرنا انتہائی بھاری جرم ہے۔

---

(۴۲) سماحة الإسلام للحوفي، ص ٥٦ (۴۳) كتاب الخراج: ١٣٦

www.KitaboSunnat.com